Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 4.94
ISSN No. 2456-1665

تہذیب اور ادب کے رشتے

پروفیسر ڈاکٹر اقبال احمد خان

تہذیب نہ کوئی نیا لفظ ہے نہ نیا موضوع پھر بھی گذشتہ دو صدیوں سے دلچسپی کا مرکز بنا ہوا ہے۔ تہذیب انسان کا طرہ امتیاز ہے۔
انسان واحد مخلوق ہے جو علم استبدلال، تخیل حافظہ، گویائی جیسی صفات کے ساتھ ساتھ روحانی اقدار اور قلبی واردات کی متحمل ہے۔ فکر و شعور تلاش و جستجو اور ادارو و تدبیر کے سبب وہ نہ صرف ایجاد و انکشاف کی صلاحیت رکھتا ہے بلکہ فطرت سے لے کر کائنات کو مسخر کرنے اور تعمیر جدید کا بھی حوصلہ رکھتا ہے، اپنی دنیا آپ پیدا کرنے کا تصور"اس کی عملی تفسیر ہی تہذیب کی بنیاد ہے۔
ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک نسل انسانی نے بے شمار تغیرات دیکھے، حیوانی طرز زندگی سے فلسفیانہ موشگافیوں، سائنسی ترقیوں اور تخلیقی اظہار کے لئے قرینوں تک ایک طویل سفر طے کیا۔ انسان کو جہاں جہاں مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا وہاں وہاں اس کی تخلیق و جستجو نے نئی نئی راہیں تلاش کیں، فطرت، خوف اور خواہش کے اشتراک نے فرد کو خاندان، خاندان کو معاشرے میں تبدیل کیا۔ اس معاشرے نے تمدن کو جنم دیا، تمدن نے ثقافت کو استحکام بخشا اور ان تمام مراحل کو مربوط کرنے والا رشتہ تہذیب ہے۔ جیسے جیسے نسل انسانی کا شجرہ نسب پھلتا پھولتا رہا ویسے ویسے تہذیب کے بھی نئے نئے پہلو سامنے آتے رہے۔ تہذیب کوئی جامد و ساکن چیز نہیں۔ اس میں تغیر ہے، تہذیب میں زندگی کا جوہر موجود ہے تہذیب بشریاتی اور نفسیاتی مسئلہ ہے، اس کی بنیاد ضرورتوں پر ہے جو زندہ رہنے کے لیے لازمی ہے۔ یہ ضرورتیں باہمی تعاون سے پوری ہو سکتی ہیں۔ جب معاشرتی ضرورتوں کو حسین شکل دینے کا آغاز ہوتا ہے تو تہذیب کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں، معاشرتی زندگی کے آئینے میں کسی قوم کا جو چہرا ابھرتا ہے ہم اسے تہذیب کہتے ہیں۔ اس کی اصل وہ ثقافتی اور روحانی اقدار ہوتی ہیں جن سے کسی قوم کا باطن عبارت ہوتا ہے۔ لہذا تہذیبی شعور سے مراد تہذیب کے اپنی اصل (روح) سے رشتے کا ادراک ہے۔ جو مظاہر میں معنویت پیدا کرتا ہے۔ کسی سبب اگر تہذیب کا اپنی اصل سے رشتہ منقطع ہو جائے تو یہ ایک بے جان تصویر بن کے رہ جاتی ہے۔
اعلیٰ فرد، اور بامقصد معاشرہ خود و جود میں نہیں آتا بلکہ عقلی تنظیم اور ریاضت سے پیدا ہوتا ہے۔ تہذیب سے مراد افراد کے باہمی تعاون اور رضامندی سے پیدا ہونے والی وہ اجتماعی خصوصیات ہیں جن کی بنیاد صالح عقائد اور اعلیٰ اقدار پر ہو اور جن کے نتیجے میں افراد اور معاشرہ ظاہری اور باطنی ترقی و کمال حاصل کر سکے۔ تہذیب خوبصورت چیزیں بنانے، آزادی سے نئی نئی چیزیں سوچنے اور ان اصولوں اور ضوابط پر عمل درآمد کرنے میں مضمر ہے جن کے بغیر لوگ گزارا نہیں کر سکتے۔ دراصل تہذیب ہماری اعلیٰ صفات کی پیداوار ہے جس کا استعمال پہلے ابتدائی انسانوں اور بزرگ افراد نے کیا اور اس کے بعد لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے اس راہ کو اختیار کیا اور اسے ایک معاشرتی حیثیت بنا دیا۔

اگرچہ کہ تجارتی حیثیت اور طاقت بھی تہذیب کے قیام واستحکام کا ایک اہم سبب ہے۔لیکن تہذیب کوئی مادی چیز نہیں جو اس دنیا کے کسی خاص مقام سے ہمیشہ کے لیے وابستہ رہے۔تہذیب فنی خصوصیات اور تمدنی تخلیقات کا ایک غیر مرئی مرکب ہے۔اگر یہ صفات،مادی قوت کے کسی اور مرکز پر منتقل ہو جائیں تو تہذیب باقی رہتی ہے اور جب ریاست،افواج،سیاست دان اور پولیس کا وجود باقی نہیں رہتا اس وقت بھی یہ قائم رہتی ہے۔

مغربی مفکرین کا تصور تہذیب ارضی حوالوں کو اہمیت دے کر اسے مختلف صفات اور اہلیتوں کا مجموعہ اور تمدن و ثقافت کا غیر مرئی مرکب سمجھتا ہے۔ اور اس کی تکمیل کو اقتصادیات،سیاست،اخلاق اور علم و ہنر کے ساتھ ساتھ آزادی اور تحفظ پر منحصر قرار دیتے ہیں۔مشرقی دانشوروں نے بھی ان خیالات کا اثر قبول کر کے تہذیبی تصورات میں عمرانی نقطہ نظر اور مغربی معیارات کی آمیزش کی ہے۔ سرسید احمد خان غالباً پہلے دانشور ہیں جنھوں نے تہذیب کا وہ مفہوم پیش کیا جو 19 ویں صدی میں مغرب میں رائج تھا۔ان کے مطابق ''جب ایک گروہ انسانوں کا کسی جگہ اکٹھا ہو کر بستا ہے تو اکثر ان کی ضرورتیں اور ان کے خیالات ان کی مسرت کی باتیں اور ان کی نفرت کی چیزیں سب یکساں ہوتی ہیں اور برائی کو اچھائی سے تبدیل کرنے کی خواہش سب میں ایک سی ہوتی ہے اور یہی مجموعی خواہش تبادلہ یا مجموعی خواہش سے وہ تبادلہ اس قوم یا گروہ کی سولائزیشن ہے۔''

کچھ مفکرین کے خیال میں '' تہذیب اس طریق فکر،نظریہ حیات اور معیار امتیاز و انتخاب کا نام ہے جو انسانی گروہوں کے دل و دماغ پر چھا جاتا ہے۔جس کے زیر اثر وہ کوئی خاص طریقہ حیات زندگی بسر کرنے کے لیے منتخب کر لیتے ہیں،جبکہ تہذیب خود تخلیق بھی ہے اور تخلیق کا ذریعہ بھی۔

یعنی تہذیب نام ہے زندگی کے اعلیٰ تجربوں سے کچھ حاصل کر کے ترقی کرنے کا۔اس لیے ہر زندہ تجربے کی بنیاد تہذیب پر ہوتی ہے۔'' تہذیب کے ساتھ جو لفظ اکثر استعمال ہوتا ہے وہ تمدن کا ہے۔تمدن لفظ "مدن" سے بنا ہے۔جس کے معنی اقامت کرنا، شہریت اختیار کرنا شہر بسانا اور معاشرے میں رہنے کے ہیں۔تمدن کسی ملک یا مقام کے طرز معاشرت کا نام ہے ہر تہذیب اپنے تمدن کی پیش رو ہوتی ہے۔تہذیب کے لیے شہر،دیہات صحرا اور کوہستان کی کوئی قید نہیں کیوں کہ تہذیب معاشرے کی اجتماعی تخلیقات اور اقدار کا نچوڑ ہوتی ہے اس لیے تہذیب کے آثار ہر معاشرے میں ملتے ہیں۔

'' تمدن در اصل تہذیب کے عملی اور انتظامی پہلو کی ترقی یافتہ شکل ہے۔اور تہذیب کے قریبی معنوں میں استعمال ہونے والا ایک لفظ ثقافت ہے۔ثقافت کے مفہوم میں علوم و فنون و ادبیات پر قدرت و مہارت،ہر بات کو تیزی سے سمجھ لینا شامل ہے۔ثقافت میں انسان کے علم و دانش،اس کی کوششوں اور ذہانتوں کا دخل ہے۔ثقافت فرد کی جامع تکمیل کی کوشش کرتی ہے جو حسن،ذہانت، نیکی اور نور پر مشتمل ہے۔کلچر (ثقافت) عقیدوں سے پیدا ہوتا ہے۔وہ انسان کی معاشی مجبوریوں اور ضرورتوں کی پیداوار نہیں ہے۔کلچر ایک فن کا نام ہے جس سے معاشرے کے مختلف طبقوں اور افراد میں مماثلت وحدت اور یکجہتی پیدا کرتا ہے۔یہ کسی قوم

یا معاشرے کی مشترک خاصیت ہوتی ہے جو اس کا تشخص بنتی ہے اور دوسری اقوام اور معاشرے سے اس کو جدا کرتی ہے۔ ہر قوم کی ایک تہذیبی شخصیت ہوتی ہے اور بعض ایسی انفرادی خصوصیات ہوتی ہیں جو ایک قوم کی تہذیب کو دوسری قوم کی تہذیب سے ممتاز اور جدا کرتی ہیں اسی طرح اپنی نزاکتوں کا ادراک تہذیبی شعور کہلاتا ہے۔ جو ہر باشعور فنکار کی تخلیقات میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ تہذیلی شعور سے مراد وہ نظر ہے جو اپنی تہذیب کی روح کو دیکھ سکے۔ بلاشبہ یہ نظر بجائے خود تہذیب، روایت، تاریخ، مذہب اور ادب پر غور وفکر سے فروغ پاتی ہے لیکن دراصل یہ ایک وجدانی صلاحیت ہے جو کسی شے کے باطن اور اس کے غیر مرئی نظام ارتقاء کو دیکھنے کے قابل کرتی ہے۔

باشعور فنکاروں کے اعلیٰ تخلیقی ادب اپنے ماحول کے تصورات علامات واقدار وروایات اور فکری سرمائے کو، اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتا ہے، تہذیبی شعور کے حامل فنکار کی تخلیق اس کے مزاج کی عکاس تو ہوتی ہی ہے ساتھ ہی وہ اپنے اظہار کے لیے ہیئت، فارم کا انتخاب، معاشرے کی روایت، ذاتی تخیل و تصورات کو سامنے رکھتے ہوئے کرتا ہے۔

معاشرے کی تشکیل کے اعلیٰ ترین مرحلے میں ثقافت عالم وجود میں آتی ہے جو دراصل علوم وفنون، اخلاقیات، قانون، روایات اور ہر اس عادت صلاحیت پر محیط ہوتی ہے جو ایک فرد معاشرے کے رکن کی حیثیت سے انجام دیتا ہے۔

ہر ثقافت اپنے تمدنی مظاہر کو فروغ دیتی ہے وہ بھی جز و ثقافت ہوتے ہیں اور ثقافت انھیں تمدنی مظاہر کے ذریعے پہچانی جاتی ہے۔ اس میں آداب واطوار، خورد ونوش، فنون لطیفہ، اور اظہار مافی الضمیر کے وسائل بھی شامل ہیں لیکن یہ سارے مظاہر مرکزی فکر کے تحت صدیوں کے تجربات کے بعد اپنی صلاحیت و پائیداری کا سکہ کسی معاشرے میں رائج کر دیتی ہے اور افراد اور معاشرہ اسی فکر کے سانچے میں خود کو ڈھالنا ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔

کوئی معاشرہ اپنے بزرگوں کے تجربات، تعلیمات داکتسابات کی روشنی میں بلاجبر جس طرز فکر وحیات کو اختیار کرتا ہے اس تہذیب کہتے ہیں۔ ادب، تہذیبی مظاہر میں اہم اور بلند ولطیف مظہر کی حیثیت رکھتا ہے، ادب اور تہذیب دونوں الفاظ میں قریبی تعلق موجود ہے، تہذیب جہاں ایک معیار امتیاز ہے، وہیں ادب بجائے خود احترام، معیاری اور احسن طریقے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ادب کے وسیع معنی سے قطع نظر ہم صرف تخلیقی ادب کی بات کریں تو قلم آدم کے اولین امتیازات اور تخلیقی اظہار میں سے ایک ہے۔ تہذیب اور ادب دونوں بھی اپنے اندر اثر اندوزی واثر پذیری کی غیر معمولی صلاحیت رکھتے ہیں۔ شاعر و ادیب ایک تہذیب اور سماجی روایت کا وارث ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے وژن اور اپنی اقدار بھی تخلیق کرتا ہے۔ بڑا شاعر انسانی وجود اور کائنات کے آفاقی مسائل سے نبرد آزما ہوتا ہے۔

شاعر اور ادیب معاشرے کی عکاسی کے ساتھ حال کے علاوہ ماضی سے بھی اپنا رابطہ استوار رکھتا ہے اور مستقبل کے لیے کچھ اچھے اور سنہرے خواب بھی دیکھتا ہے۔ اپنے تخیل کی مدد سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ تہذیب اور ادب ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔

تہذیب شعور و نظریا صلاحیت ہے جس کے سبب کسی شخص کو تہذیب کی بنیاد اس کی جہت اور اس کی غایت و مطلوب کا ادراک ہو اور انھی کو پیش نظر رکھے کر وہ ادب اور زندگی کی تنقید و تفہیم کر سکے۔

مختلف قوموں کے تمدنی تقاضے اور ثقافتی اظہار مختلف ہوتے ہیں اور یہ دونوں ہی تہذیبی مظاہر کو متاثر کرتے ہیں۔اس لیے مشرق اور مغربی ادب میں اقدار اور معیارات کا اختلاف فکر اور ہئیت دونوں کے اعتبار سے نظر آتا ہے۔ مگر تہذیب چوں کہ عمومیت و آفاقیت کی حامل ہوتی ہے اس لیے تہذیبی شعور بھی عمومی اور آفاقی اقدار ہی کا متلاشی ہوتا ہے۔اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ زمانے کے بدلنے کے ساتھ ساتھ بڑے شعراء کے کلام میں کہیں تاریخ و مذہب کی کرنیں پھوٹتی نظر آتی ہیں تو کہیں جغرافیائی حدود سے آگے نکل کر دو جدید عالمی تحریکات کا اثر قبول کرتے ہیں۔رد و قبول کا یہ عمل اگر تہذیبی شعور کی روشنی میں نہ کیا جائے تو عصبیت، رجعت و جمود کا سبب بنتا ہے یا اندھی تقلید کے نتیجے میں احساس کمتری اور فکری غلامی کا باعث۔ فطری اور معاشی تقاضوں کے پیش نظر انسانوں کے مل جل رہنے سے معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ادب تہذیب کا اہم مظہر ہے

ادب کی تخلیق کے لیے جس فارم یا ہیئت کو وسیلہ اظہار بنایا جاتا ہے وہ مختلف ادبی تہذیبی و ثقافتی عوامل سے وجود میں آتی ہیں اور پھر ایک روایت کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اسی لئے ادب کا مطالعہ فرد یا شخصیت تک محدود نہیں رہ سکتا۔اسے اپنی جڑیں معاشرے کی زیریں سطح تک تلاش کرنی پڑتی ہیں۔

Dr.Iqbal Ahmad Khan
Dr.Manorama & Prof.H.S.Pundkar Arts, Commerce & Science College, Balapur, Akola 444302 (MS)